112067 ـ خاوند كے والدين بہو كو طلاق دينا چاہتے ہيں ليكن خاوند طلاق نہيں دينا چاہتا

سوال

ميرى شادى كو اب تك چار برس ہو چكے ہيں اور ميرے ہاں ايك بيٹا بھى پيدا ہوا ہے جس كى عمر ڈيڑھ برس ہے، اس عرصہ ميں ميں نے ازدواجى زندگى كى ہر مشكل ديكھى ہے مثلا مجھے زدوكوب بھى كيا گيا، اور بےعزت بھى، اور مجھے گھر سے بھى نكالا گيا اور ميرا نان و نفقہ بھى بند كيا گيا، ليكن سب بچوں كى طرح ميرے بچے كا بھى باپ ہونا ان تكليفوں كے مقابلہ ميں بالكل ہلكا لگتا ہے.
ليكن ميرا سوال يہ ہے كہ: اس شادى سے سات برس قبل ميرى شادى يونيورسٹى كے كلاس فيلو كے ساتھ ہوئى، ليكن ابتدائى طور پر طو يہ شادى عرفى تھى، اور جب خاندان والوں كو علم ہوا تو يہ شادى شرعى طور پر مكمل كر لي گئى، ليكن يہ شادى مستقل نہ رہى اور ہمارے درميان طلاق ہو گى.
اور اس كے بعد ميں نے اپنے موجودہ خاوند كے ساتھ شادى كر لى، يہ علم ميں رہے كہ شادى سے قبل ميرے اس خاوند كو ميرى پہلى شادى كا علم تھا، اب مشكل يہ پيش آ رہى ہے كہ اب وہ دن رات مجھے اس كے طعنے ديتا رہتا ہے اور ذليل كرتا ہے اور اس ميں اور مشكل اس طرح پيدا ہوئى ہے كہ ميرى ساس ہمارے درميان دخل ديتى ہے، اور ہمارى زندگى اجيرن كرنے لگى ہے، اور ميں خاوند كے ساتھ جس معاملہ كى بھى اصلاح كرنے ميں كامياب ہوتى ہوں وہ اسے خراب كر كے ركھ ديتى ہے.
آخر ميں يہ ہے كيونكہ ہم سب ايك ہى گھر ميں رہتے ہيں جس ميں ساس كا عمل دخل ہے اور وہ ہمارى مشكل ميں بھى دخل ديتى ہے، اس نے جو كچھ بھى سنا اور ميرى پہلى شادى كا بھى ميرى ساس كو علم ہو گيا، اور اب ميرى ساس اور سسر اپنے بيٹے سے مجھے طلاق دينے كا مطالبہ كرتے ہيں كہ اسے طلاق دے كر اس كا سارا سامان ركھ لو.
يہ علم ميں رہے كہ ميرا خاوند مجھے طلاق نہيں دينا چاہتا، كيونكہ وہ نہيں چاہتا كہ اس كے بيٹے كى تربيت اس سے دور ہو؛ اس ليے كہ اس نے بھى ميرى طرح پہلى شادى كى تھى اور پھر طلاق ہو گئى، اور اس كا بھى ايك دس سالہ بيٹا ہے جو اس سے دور رہ كر تربيت پا رہا ہے، اب وہ اس كا دوبارہ تجربہ نہيں كرنا چاہتا، اور وہ مجھ سے محبت كا بھى دعوى كرتا ہے، اب مجھے پتہ نہيں چل رہا كہ اس سلسلہ ميں اپنے سسرال والوں كے ساتھ كيا كروں ؟
ميں نے خاوند سے كہا كہ اس گھر سے كہيں اور چلے جاتے ہيں، ليكن ميرى ساس نے بيٹے كو كہا كہ تيرى بيوى خائن ہے اور ممكن ہے اس كے بعد سامان چورى كركے اس پر چورى كا الزام لگا دوں، اور بيٹے كو كہا: ہمار گھر ميں رہنا امن ہے، كيونكہ وہ مستقل طور پر گھر ميں ہى رہتے ہيں اور يہ سامان چورى نہيں كر سكے گى، اور ساس بيٹے كو مجھے طلاق دے كر اور شادى كرنے كا كہتى رہتى ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

عرفی شادی کی ایك قسم تو باطل ہے، اور ایك دوسری صورت میں وہ ناقص ہو گی، باطل اس طرح کہ عورت اور مرد کا عقد نکاح اس حالت میں ہو کہ عورت کا ولی اس شادی پر موافق نہ ہو اور ولی کے بغیر شادی انجام پائے.

اور ناقص اس طرح ہو گی کہ جب یہ شادی خفیہ ہو اور اس کا اعلان نہ کیا جائے، کہ مرد کی طرف سے ابتدا ہو اور عورت کے خاندان والوں کا اس کا علم بھی نہ ہو، افسوس ہے کہ بعض اسلامی ممالك میں اس طرح کی شادی پائی جاتی ہے، یہ ایسی صورت ہے جو باطل نکاح کی صورتوں میں سے ایك صورت ہے، بلکہ یہ اصل میں نکاح ہی نہیں !!

اس کے تفصیلی مسائل و احکام آپ سوال نمبر (45513) اور (45663) کے جوابات میں دیکھ سکتے ہیں.

دوم:

خاوند پر بیوی کے حقوق میں شامل ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کرے اور اس کے ساتھ بہتر اور اچھی بود و باش اختیار کرتے ہوئے زندگی گزارے اور بیوی کا احترام کرے اور اس کو ذلیل کرنے کی کوشش مت کرے.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو کبھی کسی عورت پر ہاتھ اٹھایا اور نہ ہی کسی خادم پر، لیکن آپ نے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے ضرور ہاتھ اٹھایا "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2328).

اور حکیم بن معاویہ القشیری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا:

" میں نے عرض کیا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر اپنی بیوي کا کیا حق ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، اور جب خود پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اور نہ تو اس کے چہرے پر مارو، اور نہ ہی

اس قبیح قول کہو، اور اس سے گھر کے علاوہ کہیں اور بستر سے علیحدہ مت ہو"

سنن ابو داود حدیث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1850) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

المناوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بیوی کو مارنا حرام ہے، الا یہ کہ نشوز کی حالت میں "

دیکھیں: فیض القدیر (1 / 66).

اور شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس باب کی حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ: بیوی سے بستر کی علیحدگی اور اسے مارنا جائز نہیں، الا یہ کہ وہ کوئی واضح فحش کام وغیرہ کرے، اور حدیث میں مطلقا عورت کو مارنے کی ممانعت وارد ہے.

دیکھیں: نیل الاوطار (6 / 263).

اور امام صنعانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" قولہ: (لا تقبح) یعنی اسے کوئی ایسی بات مت سناؤ جسے آپ ناپسند کرتے ہوں، اور آپ اسے سخت اور ترش اور گندی بات کہیں "

دیکھیں سبل السلام (1 / 150).

چنانچہ خاوند پر واجب ہے کہ اللہ کا ڈر و تقوی اختیار کرے اور اسے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس کے لیے بیوی کی کسی ایسے معاملہ میں تذلیل کرنا حلال نہیں جو ماضی میں ہو چکا ہے اور ختم ہو چکا ہو، اور اسے یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ اس طرح وہ اپنے ساتھ بھی برا سلوك کر رہا ہے کیونکہ اسے شادی سے قبل اپنی بیوی کی شادی کا علم ہو چکا تھا، اور اس کے باوجود اس نے اسے بطور بیوی اور اپنی اولاد کی ماں قبول کیا، اس لیے جو عیب وہ بیوی کو دے گا وہ عیب اسے خود بھی حاصل ہو گا، اور جس طرح وہ بیوی کی بےعزتی اور تذلیل کریگا تو اس میں اس کے اپنے نفس کی تذلیل و بےعزتی ہے.

اس لیے اس پر واجب و ضروری ہے کہ وہ بیوی سےحسن سلوك اور بہتر معاشرت کے ساتھ رہے، اور بیوی کے حقوق کی ادائیگی کرے، اور اسے ایك اہم معاملہ پر متنبہ رہنا چاہیے کہ ظالم شخص کے لیے دنیا میں بھی سزا ہے

اور اس كا آخرت ميں بھى انجام اچھا نہيں، اور ظلم ان گناہوں ميں شامل ہوتا ہے اللہ تعالى نے جن كى سزا آخرت سے قبل دنيا ميں بھى ركھى ہے.

انس رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" دو چيزوں كى سزا دنيا ميں جلد دى گئى ہے، ايك تو بغاوت اور دوسرى والدين كى نافرمانى "

رواہ الحاكم (4 / 196) علامہ البانى رحمہ اللہ نے السلسلۃ الاحاديث الصحيحۃ (1120) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

اور اگر يہ خاوند اپنى بيوى كا ماضى نہيں بھولتا، اور وہ اسے ذليل و رسوا كرنے پر اصرار كرے تو وہ عورت اپنے ذمہ نہ ركھے، بلكہ اسے طلاق دے كر اسے پورے حقوق ادا كر كے فارغ كرے جس پر اتفاق ہوا ہے.

ليكن كہ وہ اسے اپنى زوجيت ميں بھى ركھےاور اس كے حقوق ادا نہ كرے، يا پھر اسے اپنى زوجيب ميں ركھ كر اسے ذليل و رسوا كرے اور اس كى تحقير كرتا پھرے تو اس كے ليے حلال نہيں "

مزيد استفادہ كے ليے آپ سوال نمبر (41199) اور (10680) كے جوابات كا مطالعہ ضرور كريں.

سوم:

خاوند كو نہيں چاہيے كہ وہ اپنى بيوى كو طلاق دينے ميں اپنے والدين كى رغبت پر عمل كرے، كہ اگر والدين اسے كہيں كہ بيوى كو طلاق دے دو تو وہ ان كى بات مان كرطلاق دے دے ہاں يہ ہو سكتا ہے جن اسباب كى بنا پر والدين طلاق دينے كا مطالبہ كرتے ہيں وہ اسباب شرعى ہوں، يعنى بيوى كو معصيت و فحاشى كا كام كرے، يا پھر كسى واجب كو ترك كرنے والى ہو.

مستقل فتوى كميٹى كےعلماء كرام سے درج ذيل سوال كيا گيا:

ايك شخص نے والدين كى اجازت سے شادى كى اور شادى كے بعد تين برس تك بيوى كے ساتھ رہا اور اس كى اولاد بھى ہوئى تو والدين نے بغير كسى سبب اور غلطى كے بيوى كو طلاق دينے كا مطالبہ كر ديا، نہ تو بيوى سے خاوند كے بارہ كوئى گناہ ہوا اور نہ ہى ساس كے ساتھ اور پھر خاوند اور بيوى آپس ميں بہت محبت بھى كرتے ہيں، اب اس شخص كو كيا كرنا چاہئے: آيا والدين كى نافرمانى كے ڈر سے وہ بيوى كو طلاق دے يا نہ دے ؟

كميٹى كے علماء كرام كا جواب تھا:

مذكورہ شخص كو چاہيے كہ وہ اپنى ماں سے نيكى و حسن سلوك كرے، اور ماں سے اچھى كلام بھى كرے اور حسب

استطاعت ماں کے ساتھ اچھے فعل سے پیش آئے، اور اگر تو اس کی بیوی دینی اور اخلاقی طور پر اسے پسند ہے تو اس کے لیے اسے طلاق دینا واجب نہیں.

الشیخ عبد العزیز بن باز.

الشیخ عبد الرزاق عفیفی.

الشیخ عبد اللہ بن غدیان.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ ولافتاء (20 / 31).

اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

آپ کو معلوم ہے آج کل جو معاشرے میں تعصبات پیدا ہو چکے ہیں " یہ میرا قبیلہ ہے، اور یہ میرا قبیلہ نہیں، اس کا تعلق میرے قبیلہ اور برادری سے اور یہ غیر برادری سے تعلق رکھتا ہے " ایك شخص نے کسی دوسری برادری میں شادی کر لی تو اس کا والد اس پر ناراض ہو کر کہنے لگا اس عورت کو طلاق دو وگرنہ میں میرے اور تیرے درمیان کوئی تعلق نہیں، اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" اگر خاوند کو یہ عورت دینی اور اخلاق طور پر پسند ہے تو اسے طلاق نہیں دینی چاہیے، چاہے اس کا والد اسے طلاق دینے کا حکم بھی دے تو وہ اس سلسلہ میں والد کی بات نہ سنے اور اس کی اطاعت مت کرے، اور اس میں وہ نافرمان شمار نہیں ہو گا، بلکہ والد قطع تعلقی کر رہا ہے: کیونکہ اس کا کہنا ہے:

اگر تم اس کو طلاق نہیں دیتے تو میں تم سے تعلق ختم کر لونگا، لہذا اس طرح تو وہ خود قطع رحمی کر رہا ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد بپا کر دو، اور رشتے ناطے توڑ ڈالو یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے محمد (22 - 23).

بلاشك و شبہ خاوند اور بیوی میں تفرقہ اور اختلاف ڈالنا اور علیحدگی کی کوشش کرنا زمین میں فساد کے مترادف ہے، اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالی نے اس عمل کو جادوگروں کا فعل قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

پھر لوگ ان سے وہ کچھ سیکھتے جس سے خاوند اور بیوی میں جدائی ڈال دیں البقرۃ (102).

اور جادوگر زمین میں فساد کرنے والے شمار ہوتے ہیں جیسا کہ موسی علیہ السلام نے فرمایا تھا اللہ سبحانہ و تعالی نے ان کا یہ قول نقل کرتے ہوئے فرمایا:

اور جب انہوں نے ڈالا تو موسی (علیہ السلام) نے فرمایا یہ جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالی اس کو ابھی درہم برہم کیے دیتا ہے، یقینا اللہ تعالی ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا یونس (81).

چنانچہ جادوگروہ کو موسی علیہ السلام نے فسادیوں میں شمار کیا، اور ان کا سب سے عظیم جادو خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی اور علیحدگی کرانا ہے، اس لیے یہ باپ جو اپنے بیٹے اور بہو کے مابین علیحدگی اور جدائی کی کوشش کر رہا ہے اس کا یہ عمل جادوگروں کے فعل کی جنس سے ہی ہے، اور وہ زمین میں فساد و خرابی پیدا کرنا ہے.

اس طرح جو باپ اپنے بیٹے کو کہتا ہے کہ بیوی کو طلاق دو وگرنہ وہ اس سے قطع تعلقی کر لیگا، تو اس طرح باپ خود قطع رحمی کر رہا ہے اور زمین میں فساد کا باعث بن رہا ہے، اس لیے وہ درج ذیل آیت کے تحت آتا ہے:

فرمان باری تعالی ہے:

اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد بپا کر دو، اور رشتے ناطے توڑ ڈالو یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے محمد (22 - 23).

اب میں بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہوں: آپ جو جب اپنی بیوی کا دین اور اخلاق اچھا لگتا اور پسند ہے تو آپ اسے اپنے پاس رکھیں، اور طلاق مت دیں.

اور والد کو میری نصیحت یہ ہے کہ: وہ اپنے آپ کے متعلق اللہ سے ڈرتا ہوا تقوی اختیار کرے، اور اپنے بیٹے اور بہو کے درمیان جدائی اور علیحدگی کی کوشش مت کرے، اس طرح وہ زمین میں فساد و خرابی پیدا کرنے کا باعث ہو گا، اور اسی طرح اس قطع رحمی میں بھی.

اور ہم بیٹے کو یہ کہتے ہیں کہ: آپ جس طرح ہیں اسی طرح رہیں اور بیوی کو ساتھ رکھیں، چاہے آپ کا والد ناراض ہو یا خوش، اور چاہے وہ آپ سے قطع تعلقی کرتا ہے یا صلہ رحمی لیکن اگر بالفرض باپ اپنی اس دھمکی پر عمل درآمد کرتے ہوئے آپ سے قطع تعلقی کر لے تو آپ اس کے پاس جا کر اس سے صلہ رحمی کی کوشش کریں، اور اگر وہ انکار کر دے تو اس کا گناہ اکیلے باپ پر ہو گا.

ہو سکتا ہے کچھ لوگ یہ کہیں کہ:

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے، لہذا بیٹے نے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے حکم سے بیوی کو طلاق دے دی تھی، اور میں بھی اپنے بیٹے کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے ؟

اس کے متعلق ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ: اس مسئلہ کے بارہ میں امام احمد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا: ایك شخص آیا اور کہنے لگا: میرے باپ مجھے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے رہا ہے ؟

تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے کہا:

" چاہے وہ تجھے حکم بھی دے تو بھی بیوی کو طلاق مت دو "

میرے خیال میں امام احمد رحمہ اللہ نے اس شخص سے دریافت کیا تھا کہ: کیا وہ اپنی بیوی میں رغبت رکھتا ہے یا نہیں ؟

اور جب اس شخص نے امام احمد رحمہ اللہ کو اپنی بیوی میں رغبت رکھنے کا بتایا تو امام احمد نے فرمایا:

" اسے طلاق مت دو "

تو وہ کہنے لگا: کیا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے کو حکم نہیں دیا تھا کہ وہ اپنی بیوی طلاق دے تو بیٹے نے اسے طلاق دے دی تھی ؟

تو امام احمد رحمہ اللہ کہنے لگے:

کیا تمہارا باپ عمر ہے ؟

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے کو صرف کسی خواہش یا تعصب کی بنا پر طلاق دینے کا حکم نہیں دیا تھا، لیکن یہ حکم کسی ایسے عمل کی بنا پر جس میں انہوں نے مصلحت دیکھی تھی.

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ:

جب تك بیٹے کو اپنی بیوی کا اخلاق اور دین اچھا لگتا ہے اور پسند ہے وہ اپنی بیوی کے ساتھ رہے اور اسے طلاق مت دے چاہے بیٹے کے ماں اور باپ راضی ہوں یا ناراض.

دیکھیں: لقاءات الباب المفتوح (72) سوال نمبر (7).

مزید تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (44923) اور (47040) کے جوابات کا مطالعہ ضرور

كريں.

واللہ اعلم .